اختیاراتِ مصطفیٰ
مولانا سبحان اللہ امجدی بنارسی
www.jannatikaun.com

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے خداداد اختیارات کے ثبوت میں
چالیس احادیث کا مجموعہ

اربعین قادری

معروف بہ

اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ

مُرتّبہ

حضرت علامہ مفتی سبحان اللہ قادری امجدی بنارسی علیہ الرحمہ

(متوفی ۶ رشوال ۱۴۱۲ھ، ۱۹۹۱ء)

تہذیب وتخریج

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

☆ آئینۂ کتاب ☆

سلسلۂ اشاعت (۱۵۹)

نام کتاب ۞ اختیارات مصطفیٰ

تصنیف ۞ مولانا سبحان اللہ امجدی (متوفی ۶ رشوال ۱۴۱۲ھ)

تصحیح و تخریج ۞ محمد عبدالمبین نعمانی قادری

اشاعت اول ۞ ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۸ء (بلیا)

〃 دوم ۞ محرم ۱۴۲۹ھ/جنوری ۲۰۰۸ء (مبارک پور)

نذرانۂ عقیدت

میں اپنی اس تالیف کو حضور پرنور خلیفۃ اللہ الاعظم، جانِ رحمت، مالک جنت، قاسم نعمت ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں بطور نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔
کیوں کہ نذرانۂ عقیدت پیش کرنا ہر عقیدت کیش کا فطری حق ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

امیدوار رحمت
سبحان اللہ القادری الامجدی

انتساب و ایصال ثواب

میں اپنی اس تالیف کو استاذ گرامی جلالۃ العلم حضور حافظِ ملت علامہ عبد العزیز قدس سرہٗ
(متوفی یکم جمادی الآخرہ ۱۳۹۶ھ)

اور

مشفق و مخدوم حضرت والد ماجد مولوی تجمل حسین علیہ الرحمہ
(متوفی ۳ جمادی الآخرہ، ۱۳۹۷ھ، مطابق ۲۲-۵-۱۹۷۷ء)
کے نام نامی سے معنون کرتا ہوں۔
ناظرین کرام ایصالِ ثواب فرما کر سعادتِ اخروی حاصل کریں۔

سبحان اللہ القادری الامجدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

اَلْحَمْدُ لِوَلِیِّہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی نَبِیِّہٖ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

خداوند قدیر و قیوم نے اپنے پیارے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین کو دین و دنیا کا مختار بنایا، ان کو حاکم اور سارے جہان کو محکوم قرار دیا اپنے خزانوں کی کنجیاں دے کر مختار کل بنادیا کہ جو چاہیں سو کریں، ان کے مقدس سر پر دونوں عالم کی حکومت کا تاج رکھا گیا۔ ان کو وسیع اختیارات عطا فرمائے گئے، اس مقدس بادشاہ کی حکومت اور خداداد وسعت کا اندازہ کماحقہ ممکن نہیں، رب العزت جل وعلا نے انھیں مالک احکام بنایا کہ جسے چاہیں فرض فرمادیں جسے چاہیں واجب قرار دیدیں، جسے چاہیں حلال کردیں جسے چاہیں حرام فرمادیں اور احکامِ قرآنی سے جسے چاہیں مستثنٰی کردیں، بطور مثال ملاحظہ کریں فرماتے ہیں حضور اقدس ﷺ:

لَوْ لَاۤ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَ مَرْتُھُمْ بِالسِّوَاکِ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَّلَاَ خَّرْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ (مشکوٰۃ باب السواک ص ۴۴۔۴۵) ترجمہ: اگر میں اپنی امت پر دشوار نہ سمجھتا تو ہر نماز کے لیے مسواک ضروری قرار دے دیتا اور عشا کی نماز کو تہائی رات تک مؤخر کردیتا۔

ظاہر ہے کہ یہ وہی کہہ سکتا ہے جو اس کے کرنے پر قدرت واختیار رکھتا ہو، الغرض حضور اقدس ﷺ اپنے رب کی عطا سے مالک ومختار ہیں، حاجت روا ہیں، مالک احکام ہیں۔

ہمارے اس دعویٰ کی تصدیق کے لیے قارئین اگلے صفحات کا بغور مطالعہ کریں آفتابِ نصف النہار کی طرح یہ حقیقت واضح ہوجائے گی کہ حضور مالک ومختار ہیں اور سب پر حضور کی حکومت وبادشاہت ہے۔ ع

مصطفیٰ تیری شوکت پہ لاکھوں سلام۔

سبحان اللہ القادری الامجدی

حبِّ رسول میں غرق ہو کر اسے پڑھیے

کیا ایک وفادار امتی اور باادب غلام یہ کہہ سکتا ہے کہ: ’’جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔‘‘

(تقویۃ الایمان ص ۲۸ مصنفہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی مطبوعہ دیوبند راشد کمپنی)

اے شمعِ رسالت کے پروانو! جانِ رحمت ﷺ کے دیوانو! سنو! قرآن واحادیث اور کتب دینیہ سے یہ امر بخوبی روشن وظاہر ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی بے شمار اعلیٰ صفات میں ایک اہم ونمایاں صفت قدرت واختیار بھی ہے جسے خداوند کریم نے حضور ﷺ کو اپنے فضل وکرم سے عنایت فرمایا، مگر اس کے باوجود کہنے والا یہ کہتا ہے اور ماننے والے اسے تسلیم کرتے ہیں کہ ’’جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔‘‘

مسلمانو! خود سوچو اور غور کرو کہ کیا کسی وفادار امتی اور سچے مومن کی بولی یہ ہو سکتی ہے؟ کیا یہ قول بعید تر از ایمان واسلام نہیں کہ خالق کائنات تو اپنے حبیب ﷺ کو گوناگوں اختیارات عطا فرمائے مگر تقویۃ الایمان کا مصنف اس کا انکار کرے اور اس کے ماننے والے اس پر آمنا وصدقنا کہیں۔

اے غلامانِ رسول! اس حقیقت کو ہر گز ہرگز نہ بھولو کہ جو محبوب رب العالمین سید الاولین والآخرین ﷺ کا نہیں وہ خدائے تعالیٰ کا بھی نہیں۔ پس جس کو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا دامن پاک چھوڑنا اور ایمان سے ہاتھ دھونا ہو وہ تقویۃ الایمان کی مذکورہ بالا عبارت پر ایمان لائے اور اس پر عقیدہ رکھے۔ ورنہ قولِ مذکور اور اس طرح کے دوسرے ان اقوال وعقائد باطلہ سے بے زاری کا اظہار کرے جن سے شانِ نبوت پر کسی طرح بھی حرف آتا ہو اور حضور ﷺ کو بعطائے خداوندی صاحب قدرت واختیار تسلیم کرے

فقط مؤلف

☆ ☆ ☆

تکمیل تمنّا

بمجوائے حدیث (۱) مَنْ حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثاً فِی اُمْرِ دِیْنِھَا بَعَثَہُ اللّٰہُ فَقِیْھاً وَکُنْتُ لَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شَافِعاً وَّشَھِیْداً (مشکوٰۃ شریف ص ٣٦ کتاب العلم) یعنی جو شخص میری امت پر احکام دین کی چالیس حدیثیں حفظ کرے گا اسے اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع و گواہ ہوں گا۔ (۲)

مدت سے یہ تمنا تھی کہ صرف ایک موضوع پر چہل احادیث جمع کرنے کا شرف حاصل کروں، ممکن ہے میرا یہ عمل حبیب پروردگار، مالک ومختار آقائے نامدار حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی رضامندی وخوشنودی اور مجھ گنہگار کی مغفرت ونجات کا ذریعہ بن جائے۔ مگر کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِہٖ (ہر کام کے لیے ایک وقت مقرر ہے) کے مطابق اب اس کا وقت آیا اور بفضل خداوند کریم جل وعلا وبکرم نبی کریم علیہ التحیۃ والثنا اس دیرینہ تمنا کی تکمیل ہوئی۔ فالحمد للہ علی احسانہ۔

دعا ہے کہ خداوند قدوس اس تالیف کے ذریعہ مسلمانوں کو سرورکائنات ﷺ کی شانِ بے مثالی اور مرتبۂ عظمیٰ پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنی اس تالیف کا نام باعتبار موضوع "اختیارات مصطفیٰ" اور بلحاظ تعدادِ احادیث "اربعین قادری" رکھتا ہوں۔ ابتدا میں برکت ورحمت نیز قوی برہان کے لیے چند آیات اور اخیر میں تشریح کے لیے بعض ائمہ کے اقوال بھی لکھے گئے ہیں تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اس موضوع پر کافی حد تک معلومات حاصل کرسکیں۔ فقط

مؤلف

---

(۱) یعنی حدیث کے مطابق ۱۲ ان

(۲) چالیس احادیث یاد کرکے مسلمانوں کو سنانا، چھاپ کر تقسیم کرنا، ترجمہ یا تشریح کے ساتھ لوگوں کو سمجھانا، کتابی شکل میں جمع کرنا، سب ہی صورتیں صحیح و درست ہیں ۱۲ (مؤلف)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

پنج آیات

(بابت نبی کے اختیارات)

آیت ۱ :- وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ (سورۂ توبہ پ ۱۰، آیت ۷۴)

ترجمہ:- اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انھیں اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے دولت مند کر دیا۔

آیت ۲ :- قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (سورۂ توبہ پ ۱۰، آیت ۲۹) ترجمہ:- ان سے قتال کرو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور اللہ اور اس کے رسول نے جسے حرام کر دیا ہے اسے حرام نہیں مانتے۔

آیت ۳ :- وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ (سورۂ توبہ پ ۱۰، آیت ۵۹)

ترجمہ:- اور کیا ہی اچھا تھا اگر وہ خدا اور رسول کے دیے پر راضی ہو تے اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بیشک ہم اللہ کی طرف راغب ہیں۔

آیت ۴ :- مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (سورۂ حشر پ ۲۸، آیت ۷) ترجمہ:- جو کچھ رسول تمھیں دیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔

انتباہ

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے حبیب سید عالم ﷺ لوگوں کو غنی اور مالدار فرماتے ہیں اور یہ ظاہر بات ہے کہ دوسروں کو غنی وہی کرے گا جو خود مالک وصاحب اختیار ہو، نیز یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دیا بھی ہے اور دیں گے بھی۔ اور دیتا وہی ہے جس کے قبضہ میں ہو اور نبی کریم ﷺ کو حرام فرمانے کا اختیار دیا گیا ہے یعنی حضور مالکِ احکام ہیں اور یہ کہ جانِ رحمت صاحبِ شریعت ﷺ کی اطاعت وفرمان برداری ہر امر میں واجب ہے۔

آیت ۵ :- وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ (سورۂ احزاب پ ۲۲ آیت ۳۶)

ترجمہ:- اور نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو جب حکم کر دیں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار حاصل رہے اور جو اللہ ورسول کا حکم نہ مانے پس وہ کھلی ہوئی گمراہی میں بہکا۔

اس آیت کے شان نزول کے متعلق ائمۂ مفسرین فرماتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام تھے اور حضور نے انہیں متبنیٰ بنالیا تھا۔ حضور نے اپنی پھوپھی کی بیٹی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ان کے نکاح کا پیام دیا۔ حضرت زینب بن جحش خاندان قریش کی بڑی مرتبہ والی اور باعزت عورت تھیں اور زید بن حارثہ ان کے کفو بھی نہ تھے۔ اس بنا پر زینب بنت جحش اور ان کے برادر عبداللہ بن جحش نے انکار کر دیا اور اس پیام کو منظور نہ کیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اسے سن کر دونوں بھائی بہن تائب ہوئے اور رضامندی ظاہر کی اور نکاح ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ مسلمانوں کی ہر چیز کے ایسے مالک ہیں کہ ان کے حکم کے مقابلے میں کسی کا اپنا کوئی اختیار نہیں۔

نوٹ:- کسی عورت پر خداوند کریم کی جانب سے فرض نہیں کہ وہ فلاں سے نکاح پر بہر حال راضی ہو جائے خصوصاً اس صورت میں جب کہ وہ مرد اس کا کفو بھی نہ ہو اس

کے باوجود نبی کریم ﷺ کے دیے ہوئے پیام پر راضی ہونا اگرچہ فی نفسہٖ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا مگر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حکم سے فرض ہوگیا۔

اسی لیے ائمہ محققین فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور اقدس ﷺ کے سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جسے چاہیں ناجائز فرمادیں جس شخص یا جس چیز کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ کردیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ:- تاجدار دوعالم سرور کائنات، مالک ومختار ہیں، احکام شرع حضور کے سپرد ہیں اگر کسی پر کسی خاص حکم کو جاری فرمادیں تو آپ کو اس کا حق ہے اور اس کو ماننا لازم اور انکار کا حق نہیں۔

یہ ہے اختیار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

☆ ☆ ☆

حاجت روائی

(سات حدیثیں)

حدیث ۱:- امام بخاری وامام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

مَامِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰی بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔

(بخاری: ۲/ ۷۰۵۔ مسلم: ۲/ ۳۶۔ کتاب الفرائض)

یعنی کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کا والی نہ ہوں۔

حدیث ۲:- امام نسائی و ترمذی و ابن ماجہ وغیرہم محدثین نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک نابینا کو نبی کریم ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہہ

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَا مُحَمَّدُ اِنِّی اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّی فِی حَاجَتِی ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ابن ماجہ: ۱/ ۹۹ باب ماجاء فی صلاۃ الحاجۃ، ترمذی: ۲/ ۱۹۸)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں تیرے نبی محمد ﷺ کے وسیلے سے جو نبی رحمت ہیں۔ یارسول اللہ میں حضور کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی ہو۔ اے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

حضرت ملا علی قاری ''حصن حصین'' کی شرح ''حرز ثمین'' میں فرماتے ہیں

وَفِی نُسْخَۃٍ بِصِیْغَۃِ الْفَاعِلِ اَیْ لِتَقْضِیَ الْحَاجَۃَ لِی مطلب یہ

ہے کہ بعض روایت میں لِتَقْضِيَ لِی معروف کے صیغے کے ساتھ ہے یعنی یا رسول اللہ آپ میری حاجت روائی فرمادیں۔

حدیث ۳:- امام احمد وطبرانی وابن ماجہ وابن عساکر نے روایت کی کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ (والد بزرگوار) شہید ہوگئے تو رسول اللہ ﷺ مکان پر تشریف لائے اور یتیم بچوں کو بلایا وہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس کے بعد حضرت عبداللہ فرماتے ہیں:

فَجَاءَتْ أُمُّنَا فَذَكَرَتْ يُتْمَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْعَيْلَةَ تَخَافِيْنَ عَلَيْهِمْ وَاَنَا وَلِيُّهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

(مسند امام احمد: ۱/۲۰۵۔ کنز العمال: ۳/۱۷۷)

یعنی پس میری والدہ نے حاضر ہوکر حضور پناہِ بے کساں ﷺ کی خدمت میں ہماری یتیمی کی شکایت کی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہو حالانکہ میں دنیا اور آخرت میں ان کا کارساز ہوں۔

حدیث ۴:- امام احمد ونسائی اور حاکم نے بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهُ یعنی جس کا میں مددگار ہوں علی اس کے مددگار ہیں۔

(مسند امام احمد: ۵/۳۵۸۔ کنز العمال: ۱۱/۵۵۴۔ حدیث ۳۲۶۰۵)

حدیث ۵:- مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی:

قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رِكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ اَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهٗ قَالُوْا لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَنَشْرَبُ اِلَّا مَا فِيْ رِكْوَتِكَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرِّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُوْرُ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا قِيْلَ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ

اَلْفٍ لَکَفَانَا کُنَّا خَمْسَ عَشَرَةَ مِائَةٍ ○ (متفق علیه) یعنی کہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ حدیبیہ کے دن لوگ پیاسے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے پانی کا ایک چھاگل تھا جس سے حضور نے وضو فرمایا پھر لوگ حضور کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس پانی نہیں کہ ہم لوگ وضو کریں اور پئیں۔ سوا اس پانی کے جو حضور کے چھاگل میں ہے (مطلب یہ تھا کہ چھاگل کا پانی اتنا نہیں جو سب کو کافی ہو) پس نبی کریم ﷺ نے اپنے دست مبارک کو چھاگل میں رکھ دیا تو حضور کی انگلیوں کے درمیان پانی چشمہ کی طرح جوش مارنے لگا۔ کہا (حضرت جابر نے) پس ہم لوگوں نے پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم لوگ کتنے آدمی تھے کہا کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو یقیناً ہم سب کو کافی ہوتا (مگر) ہم لوگ پندرہ سو تھے۔ (بخاری ۱/۵۰۵، مشکوٰۃ: ۵۳۲)

حدیث ۶:- مشکوٰۃ شریف میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی:

قَالَ اِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ بِابْنٍ لَّهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ بِهٖ جُنُوْنٌ وَّاِنَّهٗ لَيَأْخُذُهٗ عِنْدَ غَدَائِنَا وَعَشَائِنَا فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرَهٗ وَدَعَا فَثَعَّ ثَعَّةً وَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ مِثْلُ الْجِرْوِ الْاَسْوَدِ يَسْعٰى (رواه الدارمی)

یعنی کہا ابن عباسؓ نے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے بیٹے پر جنون کا اثر ہے اور تحقیق کہ وہ جنون اس کو صبح وشام کھانے کے وقت پکڑتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس لڑکے کے سینہ پر دست مبارک پھیرا اور دعا فرمائی پھر اس لڑکے نے خوب قے کی۔ اور اس کے پیٹ سے سیاہ پلّے کی طرح ایک جانور نکلا۔ (اور دوڑنے لگا)

(مشکوٰۃ ص ۵۴۰۔ المعجزات)

حدیث ۷:- مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ

رَجُلٌ یَسْتَطْعِمُہٗ فَأَطْعَمَہٗ شَطْرَ وَسْقِ شَعِیْرٍ فَمَازَالَ الرَّجُلُ یَأْکُلُ مِنْہُ وَامْرَأَتُہٗ وَضَیْفُھُمَا حَتّٰی کَالَہٗ فَفَنِیَ فَأَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْلَمْ تَکِلْہُ لَاَ کَلْتُمْ مِنْہُ وَلَقَامَ لَکُمْ۔(رواہ مسلم)

یعنی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے حضور سے کھانا طلب کیا تو حضور نے اسے آدھا وسق (تیس صاع) جو عنایت فرمایا پس وہ شخص اور اس کی بیوی اور ان دونوں کے مہمان ہمیشہ اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ (ایک روز) اس نے اس کو ناپا تو وہ بہت جلد ختم ہو گیا۔ پھر وہ شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا (اور عرض حال کیا) تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تو نہ ناپتا تو تم لوگ اس سے کھاتے رہتے اور وہ (غلہ) تمہارے پاس باقی رہتا۔

(مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۴۴، المعجزات)

☆ ☆ ☆

جنت و جہنم

(سات حدیثیں)

حدیث ۸ :- امام احمد حاکمی نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے مکہ معظمہ میں کسی شخص سے یہ فرمایا کہ اپنا مکان میرے ہاتھ فروخت کردے تاکہ مسجد حرام میں زیادتی فرماؤں اور تیرے لیے ایک جنتی مکان کا ضامن ہو جاؤں، اس نے معذرت کی۔ دوبارہ فرمایا پھر اس نے عذر کیا، اس واقعہ کی خبر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو انہوں نے اس شخص سے (یہ زمانۂ جاہلیت میں حضرت عثمان کا دوست تھا) بہت ضد کر کے دس ہزار اشرفیاں دے کر خرید لیا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور اب وہ مکان میرا ہے فَهَلْ اَنْتَ اٰخِذُهَا بِبَيْتٍ تَضْمَنُ لِيْ فِي الْجَنَّةِ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَهَا مِنْهُ وَضَمِنَ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَاَشْهَدَ لَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (کنز العمال: ۱۳/۲۸)

یعنی کہا حضور ایک جنتی مکان کے عوض جس کے آپ میرے لیے ضامن ہو جائیں اس گھر کو لیتے ہیں، فرمایا ہاں۔ پھر حضور نے ان سے وہ مکان لے کر جنت میں ان کے لیے ایک مکان کی ضمانت دیدی۔ اور مسلمانوں کو اس معاملہ پر گواہ بنالیا۔

حدیث ۹ :- امام طبرانی و ابن عساکر حضرت بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ جب مہاجرین مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ پہونچے تو انہیں وہاں کا پانی بسبب کھارا ہونے کے پسند نہ آیا۔ قبیلہ بنی غفار کے ایک شخص کی ملکیت میں ایک میٹھے پانی کا

چشمہ تھا جس کا نام رومہ تھا۔ وہ اس پانی کی ایک مشک آدھے صاع میں فروخت کرتے تھے حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا:

بِعْنِيْهَا بِعَيْنٍ فِي الْجَنَّةِ یعنی یہ چشمہ میرے ہاتھ ایک بہشتی چشمہ کے بدلے بیچ ڈالو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری اور میرے بچوں کی معاش اسی میں ہے مجھ میں طاقت نہیں (مطلب یہ کہ بیچنے سے معذور ہوں) یہ خبر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی تو انہوں نے وہ چشمہ پینتیس ہزار روپے میں خرید لیا۔ پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَجْعَلُ لِيْ مِثْلَ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَهٗ عَيْنًا فِي الْجَنَّةِ اِنِ اشْتَرَيْتُهَا قَالَ نَعَمْ۔ یعنی یارسول اللہ کیا جس طرح حضور اس شخص کو بہشتی چشمہ عطا فرماتے تھے اگر میں یہ چشمہ اس سے خرید لوں تو حضور مجھے عطا فرمائیں گے۔ فرمایا ہاں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ میں نے بیر رومہ خرید لیا اور مسلمانوں پر وقف کر دیا۔

حدیث ۱۰:- حاکم و ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:-

اِشْتَرٰى عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَنَّةَ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ رُوْمَةَ وَيَوْمَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ۔ یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے دو مرتبہ جنت خریدی۔ بیر رومہ کے روز اور لشکر کی تنگ دستی کے دن (یعنی غزوہ تبوک کے موقع پر)

(مستدرک حاکم دار المعرفۃ بیروت ۱۴۲۸ھ ۴/۶۸۔ حدیث ۴۶۲۶، تاریخ الخلفا امام سیوطی ص ۱۲۱)

حدیث ۱۱:- ابن عساکر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ میرا نام قرآن میں محمد اور انجیل میں احمد اور تورات میں اُحید ہے وَاِنَّمَا سُمِّيْتُ اُحَيْدَ لِاَنِّيْ اُحِيْدُ عَنْ اُمَّتِيْ نَارَ جَهَنَّمَ یعنی اور میرا نام اُحید اس لیے ہوا کہ میں اپنی امت سے دوزخ کی آگ کو دور کرتا ہوں۔

(تاریخ مدینہ دمشق ج ۳/۳۲۔ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

حدیث ۱۲:- صحیحین میں حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے حضور رحمت عالم ﷺ سے عرض کی کہ حضور نے اپنے چچا ابو طالب کو کیا فائدہ دیا خدا کی قسم وہ حضور کی حمایت کرتا آپ کے لیے لوگوں سے لڑتا جھگڑتا تھا فرمایا:

وَجَدْتُهٗ فِی غَمَرَاتٍ مِّنَ النَّارِ فَأَخْرَجْتُهٗ اِلیٰ ضَحْضَاحٍ مِنْهَا یعنی میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا پایا تو میں نے اسے کھینچ کر پاؤں تک کی آگ میں کر دیا۔ (بخاری ۱/۵۴۸۔۲/۹۱۷۔ مسلم ۱/۱۱۵۔ مسند ابو یعلی ۲/۳۹۹)

حدیث ۱۳:- صحیح بخاری شریف میں سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ یَّضْمَنُ لِیْ مَابَیْنَ لِحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ یعنی جو میرے لیے اپنی زبان وشرم گاہ کا ضامن ہو جائے (مطلب یہ کہ ان سے میری نافرمانی نہ کرے) میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔

(مشکوٰۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱ مجلس برکات، اشرفیہ مبارک پور)

حدیث ۱۴:- مسلم شریف میں حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے: قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ قَالَ فَقُلْتُ اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوَغَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذٰكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ۔ (صحیح مسلم: ۱/۱۹۳۔ مشکوٰۃ ص ۸۴۔)

یعنی میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رات کو حاضر رہتا۔ ایک رات حضور نے مجھ سے فرمایا مانگ (اے ربیعہ) میں نے عرض کیا کہ میں حضور سے یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا اور کچھ میں نے کہا میری مراد تو صرف یہی ہے۔ گویا۔

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے انکار کی عادت نہیں تجھ کو

حضور نے فرمایا تو اپنے نفس پر کثرت سجود سے میری اعانت کر۔

اس حدیث سے صاف صاف ظاہر کہ حضور اقدس ﷺ ہر قسم کی حاجت روا فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی ہر مراد حضور کے اختیار میں ہے جبھی تو بلا تقیید کے فرمایا ''سل'' (ربیعہ مانگ لو) یعنی جو جی میں آئے مانگو، ہمارے اختیار میں سب کچھ ہے۔ علم مانگو دولت مانگو، نعمت آخرت مانگو، دولتِ دنیا مانگو، جو چاہو سو مانگ لو، جو مانگو گے پاؤ گے۔

ظاہر ہے کہ یہ وہی کہہ سکتا ہے جو بعطائے خداوندی ہر چیز کا مالک و مختار ہو۔ پھر حضور نے ربیعہ کا سوال سن کر یہ نہیں فرمایا کہ ربیعہ دنیا کی کوئی چیز مانگ لو۔ کچھ مال و دولت لے لو۔ آخرت کا معاملہ میرے بس کا نہیں۔ میں جنت کا مالک نہیں اور جنت میں بھی اتنا بلند مرتبہ کہ میری رفاقت مانگتے ہو، بلکہ سوال سن کر کثرت نماز کی تعلیم دی یعنی یہ بتایا کہ اے ربیعہ یہ مرتبہ تم کو دیں گے، یہ درجہ عطا فرمائیں گے مگر تم اپنے نفس کو کثرت سجود سے اس کا اہل بناؤ حضرت محدث علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ اس حدیث کے تحت ارشاد فرماتے ہیں:

''از اطلاق سوال کہ فرمود سل، بخواہ تخصیص نہ کرد مطلوبے خاص معلوم می شود کہ کار ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ، ہر چہ خواہد و ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱/ ۳۹۶)

یعنی سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا مانگ لو۔ کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے دست کریم میں ہے جو کچھ چاہیں جس کو چاہیں اپنے پروردگار کے حکم سے دیدیں۔

علامہ علی قاری رحمہ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں

یُؤْخَذُ مِنْ اِطْلَاقِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاَمْرَ بِالسُّوَالِ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی مَکَّنَہٗ مِنْ اِعْطَاءِ کُلِّ مَا اَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ۔

یعنی حضور اقدس ﷺ نے جو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح ج ۲/ ۵۶۷۔

دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء)

مفاتیح عالم و دیگر اختیارات

(دس حدیثیں)

حدیث ۱۵:- امام احمد و ابو بکر بن ابی شیبہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں:

أُعْطِيْتُ مَالَمْ يُعْطَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَاُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ (مسند احمد: ۱/۹۸)

یعنی مجھے وہ عطا ہوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا۔ رعب سے میری مدد فرمائی گئی اور مجھے ساری زمین کی کنجیاں عطا ہوئیں۔

حدیث ۱۶:- امام بخاری و امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اِذْجِئْ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدَيَّ (بخاری: ۱/۴۱۸۔ مسلم: ۱/۱۹۹۔ مشکوٰۃ ۵۱۲) یعنی میں سو رہا تھا کہ تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حدیث ۱۷:- امام احمد و ابن حبان حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا:

اُوْتِيْتُ بِمَقَالِيْدِ الدُّنْيَا عَلٰى فَرَسٍ اَبْلَقَ جَاءَنِيْ بِهٖ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ مِّنْ سُنْدُسٍ (مسند احمد: ۳/۳۲۸، ترغیب للمنذری: ۴/۱۹۷)

یعنی دنیا کی کنجیاں چتکبرے گھوڑے پر رکھ کر مجھے دی گئیں جبرئیل لے کر آئے اس پر ریشمی منقش زین پوش پڑا ہوا تھا۔

حدیث ۱۸:- ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ حضور اقدس ﷺ کی والدہ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے

تو میں نے دیکھا کہ سجدہ میں ہیں پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آ کر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہو گئے پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور ہرے رنگ کا ریشمی بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت و نفع اور نبوت کی کنجیوں پر محمد ﷺ نے قبضہ فرمایا۔ پھر دوسرے بادل نے آ کر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میری نظر سے چھپ گئے پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی پکارنے والا پکار رہا ہے بَخٍ بَخٍ قَبَضَ مُحَمَّدٌ عَلَی الدُّنْیَا کُلِّھَا لَمْ یَبْقَ خَلْقٌ مِّنْ اَھْلِھَا اِلَّا دَخَلَ فِیْ قَبْضَتِہٖ یعنی واہ واہ ساری دنیا محمد ﷺ کے قبضے میں آئی، دنیا کی کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۱ ص ۱۲۸۔ مرکز برکات رضا پور بندر گجرات۔ حجۃ اللہ علی العٰلمین للنبہانی ج ۱ ص ۱۶۷۔۱۶۸۔ پور بندر)

حدیث ١٩ :- ابن عبد ربہ بہجۃ المجالس میں راوی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں

قیامت کے دن صراط کے پاس ایک منبر بچھایا جائے گا پھر ایک فرشتہ اس کے پہلے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمانان جس نے مجھے پہچانا اس نے پہچانا اور جس نے نہ پہچانا (وہ پہچان لے) میں مالک داروغۂ دوزخ ہوں اِنَّ اللہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ جَھَنَّمَ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنَّ مُحَمَّدًا اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ھَاہَ اِشْھَدُوْا ھَاہَ اِشْھَدُوْا

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جہنم کی کنجیاں، محمد ﷺ کو دیدوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابو بکر صدیق کو سپرد کر دوں ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ، ہاں ہاں گواہ ہو جاؤ۔ پھر ایک دوسرا فرشتہ دوسرے زینہ پر کھڑا ہو کر پکارے گا اے گروہ مسلمین جس نے مجھے جانا اس نے جانا اور جس نے نہ جانا (وہ جان لے) میں رضوان داروغۂ جنت ہوں۔

اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِی اَنْ اَدْفَعَ مَفَاتِیْحَ الْجَنَّۃِ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنَّ مُحَمَّداً اَمَرَنِیْ اَنْ اَدْفَعَھَا اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ھَاہَ اِشْھَدُ وْا ھَاہ اِشْھَدُ وْا

یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ جنت کی کنجیاں محمد ﷺ کو دیدوں اور محمد ﷺ کا حکم ہے کہ ابوبکر صدیق کو سپرد کردوں ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ، ہاں ہاں گواہ ہوجاؤ۔

حدیث ۲۰ :- امام دارمی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجاً اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا قَائِدُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا اُنْصِتُوْا وَاَنَا مُشَفِّعُھُمْ اِذَا حُبِسُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا اَلْکَرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ

(سنن الدارمی ج۱/۳۰ حدیث اکادمی فیصل آباد، ترمذی ۲/۲۰۱۔مجلس برکات مبارک پور۔مشکوٰۃ ص ۵۱۴۔مبارک پور)

یعنی میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اٹھائے جائیں اور میں ان کا پیشوا ہوں جب وہ حاضر بارگاہ ہوں گے اور میں ان کا خطیب ہوں جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں جب وہ محبوس ہوں گے اور میں خوش خبری دینے والا ہوں جب وہ ناامید ہوں گے۔عزت اور کنجیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہیں اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

اس لیے شیخ محقق علامہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

"دراں روز ظاہر گردد کہ وے ﷺ نائب مالک یوم الدین ست روز روز اوست وحکم حکم او بحکم رب العالمین"

یعنی اس روز ظاہر ہو جائے گا کہ نبی کریم ﷺ مالک یوم الدین (خداوند کریم) کے نائب ہیں اور قیامت کے دن کے مالک ہیں اور پروردگار عالم کی عنایت سے انہیں کا حکم جاری ہوگا۔

حدیث ۲۱:- طبرانی نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَۃً مِنْ نَّھَارٍ (الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج ۲ /۸۲، مرکز برکات رضا پور بندر)

یعنی سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ نے سورج کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ، وہ فوراً ٹھہر گیا۔

حدیث ۲۲:- طبرانی وغیرہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف کے بارے میں (جب کہ وہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لیے کچھ کھانے کی چیز لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے) یہ ارشاد فرمایا:

کَفَاکَ اللّٰہُ اَمْرَ دُنْیَاکَ وَاَمَّا اٰخِرَتُکَ فَاَنَا لَھَا ضَامِنٌ۔

(کنز العمال حدیث ۳۳۵۰۳۔ ج ۲ ص ۱۲۱۰ بیت الافکار)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے دنیا کے کام درست فرمادے اور تیری آخرت کے معاملہ کا تو میں ذمہ دار ہوں۔

حدیث ۲۳:- طبرانی وابن عساکر سیدہ بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ:

حضور اقدس ﷺ کا جس مرض میں وصال ہوا ہے اس میں خاتون جنت شہزادیِ رسول اپنے دونوں شاہزادوں کو لے کر اپنے والد کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَانِ اِبْنَایَ فَوَرِّثْھُمَا شَیْئًا یعنی یا رسول اللہ ﷺ یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ انہیں اپنی میراث سے کچھ دیجیے۔ ارشاد ہوا: اَمَّا حَسَنٌ فَلَہٗ ھَیْبَتِیْ وَسُؤْدُدِیْ وَاَمَّا حُسَیْنٌ فَلَہٗ جُرْاَتِیْ وَجُوْدِیْ یعنی حسن کے لیے تو میری ہیبت ہے اور

میری سرداری ہے اور حسین کے واسطے میری جرأت اور میرا کرم۔

(البدایہ والنہایہ ج۵/۶۵۵۔دار الفکر بیروت ۱۹۹۷ء، تاریخ ابن عساکر ۱۳/۲۳۰۔
۲۲۹ دار الفکر بیروت ۱۹۹۵ء)

حدیث ۲۴ :- اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے بعض اقارب کی فریاد لے کر حاضر ہوئے اور اپنی منظوم عرضی پیش کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی

یَا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ

یعنی اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزا و سزا دینے والے۔

حضور نے ان کی فریاد سنی اور شکایت دور فرمادی۔

(معانی الآثار والاصابہ لابن حجر ۴/۹)

استنباط :- ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ خداوند قدیر و قیوم نے اپنے محبوب و نائب اکبر خلیفۂ اعظم ﷺ کو زمین و جہنم، جنت و دنیا، نصرت و نفع کی کنجیاں عطا فرمائی ہیں۔ نیز یہ کہ آسمان و زمین میں ان کا حکم جاری ہے اور تمام مخلوق پر ان کی اطاعت و فرماں برداری ضروری ہے۔ جس کو جو چاہیں بحکم رب العالمین عطا فرمائیں۔

ہر چیز حضور کے زیر فرمان ہے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ○

وہی نورِ حق وہی ظلِّ رب ہے انھیں سے سب ہے انھیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

(اعلیٰحضرت)

☆ ☆ ☆

احکام شرعیّہ

(سولہ حدیثیں)

حدیث ۲۵:- امام نسائی نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

لَا تَشْرَبْ مُسْكِرًا فَاِنِّیْ حَرَّمْتُ كُلَّ مُسْكِرٍ یعنی نشہ کی کوئی چیز نہ پی کہ بیشک نشہ کی ہر چیز میں نے حرام کردی۔ (نسائی ۲/۲۷۷)

حدیث ۲۶:- امام احمد ودارمی، ابوداؤد وترمذی وابن ماجہ نے مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

حضور ﷺ نے فرمایا: سنو! مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث۔ دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لیے رہو جو اس میں حلال ہے اسے حلال سمجھو۔ جو اس میں حرام ہے اسے حرام جانو۔ وَاِنَّ مَاحَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مِثْلُ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ یعنی جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا۔

(ابوداؤد ص ۶۳۲۔ ترمذی ۲/۹۱۔ کتاب العلم)

حدیث ۲۷:- صحیحین میں براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ:

ان کے ماموں ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے ہی قربانی کرلی۔ جب انہیں یہ علم ہوا کہ یہ قربانی کافی نہیں تو حضور ﷺ سے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ تو میں کر چکا (یعنی لاعلمی میں) لیکن میرے پاس چھ ماہ کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا اِجْعَلْهُ مَكَانَهٗ وَلَنْ تُجْزِئَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ یعنی اُس کی جگہ اس کی قربانی کردو اور تمہارے بعد اتنی عمر کی بکری ہرگز کسی اور کے لیے قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

(بخاری: ۲/۸۳۴۔ مسلم: ۲/۱۵۴)

شرح بخاری ارشاد الساری میں اس حدیث کے تحت ہے:

خُصُوصِیَّۃٌ لَہٗ لَا تَکُوْنُ لِغَیْرِہٖ اِذْ کَانَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وسلم اَنْ یَّخُصَّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ مِنَ الْاَحْکَامِ۔ یعنی یہ خصوصیت صرف ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے تھی ان کے علاوہ کسی اور کے لیے جائز نہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

حدیث ۲۸ :- صحیحین میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

حضور ﷺ نے انھیں بکریاں دیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قربانی کے لیے تقسیم فرمادیں، ان کے حصہ میں چھ ماہ کی بکری آئی، حضور سے انہوں نے اس کو عرض کیا۔ فرمایا ضَحِّ بِھَا یعنی تم اسی کی قربانی کرو۔ سنن بیہقی میں اتنا زائد ہے وَلَا رُخْصَۃَ فِیْھَا لِاَحَدٍ بَعْدَکَ یعنی تمہارے بعد اور کسی کے لیے اس میں اجازت نہیں۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۲۷، بخاری: ۲/۸۳۲، مسلم: ۲/۱۵۵)

اَشِعَّۃُ اللَّمْعَات شریف میں اس حدیث کے تحت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"احکام مفوض بود بوے ﷺ بر قول صحیح"

یعنی صحیح قول یہ ہے کہ احکام نبی کریم ﷺ کے سپرد تھے۔

حدیث ۲۹ :- صحیح مسلم وغیرہ میں زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

"رسول اللہ ﷺ سے ابو حذیفہ کی بیوی نے عرض کی کہ سالم (ابو حذیفہ کا آزاد کردہ غلام) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے یہ بات ابو حذیفہ کو بری معلوم ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اَرْضِعِیْہِ حَتّٰی یَدْخُلَ عَلَیْکِ یعنی تم اسے دودھ پلادو کہ بے پردہ تمہارے سامنے آنا جانا جائز ہو جائے۔

ام المومنین ام سلمہ و دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا:

مَا نَرٰی ھٰذِہٖ اِلَّا رُخْصَۃً اَرْخَصَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّۃً یعنی ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ یہ رخصت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمائی تھی۔

(مسلم:۱/۴۶۹-۴۷۰۔نسائی:۲/۶۹)

نوٹ:۔ جوان آدمی کو عورت کا دودھ پینا حلال نہیں، اگر پی بھی لے تو اس سے رضاعت ثابت نہیں ہوسکتی، مگر حضور نے ان حکموں سے سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

حدیث:۔ ۳۰ ترمذی وبیہقی میں ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے، حضور سید عالم ﷺ نے مولیٰ علی کرَّمَ اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے فرمایا:

یَاعَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِی ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُكَ یعنی اے علی میرے اور تمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ بحالت جنابت اس مسجد میں داخل ہو—— (مشکوٰۃ ص ۵۶۴ باب المناقب۔ ترمذی ۲/۲۱۴۔ مجلس برکات مبارک پور۔ سنن کبریٰ بیہقی ۷/۶۵)

حدیث:۔ ۳۱ صحیح بخاری وترمذی میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ غزوۂ بدر میں زوجۂ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما (یعنی حضرت رقیہ بنت رسول اللہ) بیمار تھیں۔ حضور نے ان کی تیمارداری کے لیے حضرت عثمان کو مدینہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا:

اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا وَّسَھْمَہٗ یعنی بیشک تمہارے لیے بدر کے حاضرین کے برابر ثواب اور مالِ غنیمت میں حصہ ہے۔

(مشکوٰۃ:۵۶۲۔باب المناقب۔بخاری کتاب المناقب ج۱ص ۵۲۳۔ترمذی ۲/۲۱۲ مناقب)

نوٹ:۔ یہ خصوصیت حضرت عثمان کو حضور نے عطا فرمائی حالانکہ جو جہاد میں حاضر نہ ہو مالِ غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔

حدیث:۔ ۳۲ طبقات ابن سعد میں اسما بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے کہ:

جب ان کے پہلے شوہر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تو سید عالم ﷺ نے ان سے فرمایا تَسَلَّبِیْ ثَلٰثًا ثُمَّ اصْنَعِیْ مَا شِئْتِ یعنی

تین روز بناؤ سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔

(طبقات ابن سعد: ۸/۲۲۰ بحوالہ جامع الاحادیث ۴/۲۳۹ برکات رضا پور بندر)

نوٹ:- مسئلہ یہ ہے کہ عورت کو شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ واجب ہے مگر یہاں نبی کریم ﷺ نے ان کو اس عام حکم سے مستثنیٰ کر دیا۔

حدیث ۳۳:- مسند امام احمد میں ہے:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَر ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِبْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ عَلٰی اَنَّهٗ لَا یُصَلِّی اِلَّا صَلَاتَیْنِ فَقَبِلَ ذَالِكَ مِنْه

یعنی ایک صاحب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس شرط کے ساتھ ایمان لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا۔ حضور نے ان کی اس شرط کو قبول فرمالیا۔ (جامع الاحادیث ۴/۲۶۲۔ پور بندر)

نوٹ:- سب کو معلوم ہے کہ مسلمانوں پر پانچ نمازیں فرض ہیں مگر اس شخص کے لیے حضور نے تین نمازیں معاف فرمادیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ مالکِ احکامِ شرع ہیں۔

حدیث:- ۳۴ صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ یعنی ہمیں رسول اللہ ﷺ نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا (اس کے باوجود برا رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلائی انگوٹھی پہنتے) چنانچہ ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ ابوالسفر سے روایت کی قَالَ رَأَیْتُ عَلَی الْبَرَاءِ خَاتَماً مِّنْ ذَهَبٍ یعنی میں نے برا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں محمد بن مالک نے کہا کہ میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا، لوگ ان سے کہتے تھے کہ آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے

فَقَالَ الْبَرَاءُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ عَلَیہ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ غَنِیْمَۃٌ یَّقْسِمُھَا سَبْیٌ وَخُرْثِیٌّ قَالَ فَقَسَّمَھَا حَتّٰی بَقِیَ ھٰذَا الْخَاتَمُ فَرَفَعَ طَرْفَہٗ فَنَظَرَ اِلٰی اَصْحَابِہٖ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَہٗ فَنَظَرَ اِلَیْھِمْ ثُمَّ خَفَضَ ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَہٗ فَنَظَرَ اِلَیْھِمْ ثُمَّ قَالَ اَیْ بَرَاءُ فَجِئْتُہٗ حَتّٰی قَعَدْتُ بَیْنَ یَدَیْہِ فَاَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلٰی کُرْسُوْعِیْ ثُمَّ قَالَ، خُذْ اِلْبَسْ مَا کَسَاکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ قَالَ وَکَانَ الْبَرَاءُ یَقُوْلُ کَیْفَ تَاْمُرُوْنِیْ اَنْ اَضَعَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تَعالیٰ علیہ وسلمَ اِلْبَسْ مَا کَسَاکَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔

یعنی برا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور حضور کے سامنے مالِ غنیمت، غلام اور سامان موجود تھے جسے حضور بانٹ رہے تھے سب بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی تو حضور نے نظرِ مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ کیا پھر نگاہ نیچی کر لی پھر نگاہ اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا حضور اقدس ﷺ نے انگوٹھی لے کر میری کلائی پکڑی پھر فرمایا لے پہن لے جو تجھے اللہ و رسول پہناتے ہیں۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ مجھ سے کیسے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار دوں جسے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا کہ لے پہن لے جو اللہ و رسول نے پہنایا۔

(مسند امام احمد بن حنبل: ۲۷۶/۵۔)

نوٹ:۔ سونا مردوں کے لیے حلال نہیں لیکن حضور پرنور ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خود سونے کی انگوٹھی پہنائی۔

حدیث ۳۵ صحاح ستہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیہ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَیْرِ فِیْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ لِحِکَّۃٍ کَانَتْ بِھِمَا یعنی عبدالرحمٰن

بن عوف وزبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور ﷺ نے ان کو ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دیدی۔

(سنن ابوداؤد:۲/۵۶۱۔ دالاشاعت کلکتہ)

حدیث ۳۶ صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہے، جب عورتوں سے بیعت لینے کی آیت نازل ہوئی اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ:

لَا یَعْصِیْنَکَ فِی مَعْرُوْفٍ اور مردے پر بیان کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا تو میں نے عرض کی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ فَاِنَّھُمْ کَانُوْا اَسْعَدُوْنِیْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ فَلَا بُدَّلِیْ مِنْ اَنْ اُسْعِدَ ھُمْ یعنی یارسول اللہ فلاں گھر والوں کو استثنا فرما دیجیے اس لے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہو کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحہ میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا اٰلَ فُلَانٍ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا وہ مستثنیٰ کر دیے۔ (مسلم :۱/۳۰۴

باب نھی النساء عن النیاحۃ من کتاب الجنائز۔ نسائی:۲/۱۶۳ باب البیعۃ)

ترمذی شریف کی روایت میں ہے فَاَذِنَ لَھَا یعنی حضور نے انہیں نوحہ کی اجازت دیدی۔

(ترمذی:۲/۱۶۴ تفسیر سورۂ ممتحنہ)

امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

"کہ حضور نے یہ خاص رخصت ام عطیہ کو خاص آل فلاں کے بارے میں دی تھی وَلِلشَّارِعِ اَنْ یَّخُصَّ مِنَ الْعُمُوْمِ مَاشَاءَ یعنی نبی کریم ﷺ کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرما دیں۔ (مسلم مع شرح نووی ۱/۳۰۴)

حدیث ۳۷ ابن السکن میں ابوالنعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے:

ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اس کا مہر دو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں، ارشاد فرمایا اَمَا تُحْسِنُ

فرمایا اس کا مہر دو اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں، ارشاد فرمایا اَمَا تُحْسِنُ سُوْرَۃً مِّنَ الْقُرْآنِ فَاَصْدِقْهَا السُّوْرَۃَ وَلَا يَكُوْنُ لِاَحَدٍ بَعْدَكَ مَهْرًا۔

(الاصابہ ابن حجر: ۷/۲۴۰ بحوالہ جامع الاحادیث ۴/۲۴۰)

یعنی کیا تجھے قرآن مجید کی کوئی سورہ نہیں آتی، وہ سورہ سکھانا ہی اس کا مہر کردے اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کے لیے کافی نہیں۔

حدیث ۳۸ صحاح ستہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ ایک شخص نے جان رحمت ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ حضور نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے رمضان میں اپنی عورت سے صحبت کی۔ حضور نے فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ فرمایا لگاتار دو ماہ کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔ پھر فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے؟ کہا نہیں۔ اسی درمیان میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کہیں سے چھوہارے آئے حضور نے اُس شخص سے فرمایا لے جا، انہیں خیرات کر دے۔ اس نے کہا کہ کیا اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ (مطلب یہ کہ مدینہ میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں) فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَقَالَ اِذْهَبْ فَاَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔ یعنی حضور ﷺ یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندانِ مبارک ظاہر ہوئے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۶)

نوٹ:- گناہ کا ایسا کفارہ کہ خود کھالیا جائے اور کفارہ ادا ہو جائے یہ صرف حضور اقدس ﷺ کی شان بے مثالی اور اس اختیار کا اظہار ہے جو خداوند قدیر جل جلالہ نے حضور کو عطا فرمایا۔ آج اگر کوئی ایسا کرے تو اسے کفارہ دینا ہی ہوگا۔ (۱)

---

(۱) امام زہری فرماتے ہیں: انما کان هذا رخصة به خاصة فلو ان رجلا فعل ذالک اليوم لم يكن له بد من التكفير، ـ (ابوداود: ۱/۲۳۵)

یعنی یہ رخصت خاص اس شخص کے لیے تھی اگر آج کوئی ایسا کرے تو اس کو بہر حال کفارہ دینا پڑے گا۔ (نعمانی)

حدیث ۳۹ :- اُسد الغابہ جلد دوم میں ہے:

روی عنہ ابنہ عُمَارَۃُ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ تعالیٰ عَلَیہِ وسَلَّمَ اشْتَرٰی فَرَساً مِّنْ سَوَاءِ بْنِ قَیْسِ نِ الْمُحَارِبِیِّ فَجَحَدَہٗ عَلَیْہِ سَوَاءٌ فَشَہِدَ خُزَیْمَۃُ بْنُ ثَابِتٍ لِلنَّبِیِّ صلی اللّٰہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَہٗ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلم مَاحَمَلَکَ عَلَی الشَّہَادَۃِ وَلَمْ تَکُنْ مَعَنَا حَاضِراً قَالَ صَدَّقْتُکَ بِمَاجِئْتَ بِہٖ وَعَلِمْتُ اَنَّکَ لَا تَقُوْلُ اِلَّا حَقّاً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صلی اللّٰہُ علیہ وسلم مَنْ شَہِدَ لَہٗ خُزَیْمَۃُ اَوْعَلَیْہِ فَحَسْبُہٗ۔

الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ جلد اول میں ہے:

رَوٰی اَبُوْ دَاؤُدَ مِنْ طَرِیْقِ الزُّہْرِیِّ عَنْ عُمَارَۃَ بْنِ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ عَمَّہٗ حَدَّثَہٗ وَھُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وسلمَ ابْتَاعَ فَرَساً مِّنْ اَعْرَابِیٍّ (الحدیث) وَفِیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مَنْ شَہِدَ لَہٗ خُزَیْمَۃُ فَحَسْبُہٗ

اسی میں ہے

وَرَوَی الدَّارُقُطْنِی مِنْ طَرِیْقِ اَبِی حَنِیْفَۃَ عن حماد عن ابراھیم عَنْ اَبِیْ عَبْدِاللّٰہ الْجَدْلِی عَنْ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم جَعَلَ شَہَادَتَہٗ شَہَادَۃَ رَجُلَیْنِ۔

اسی میں ہے

وَفِی الْبُخَارِیِّ مِنْ حَدِیْثِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ فَوَجَدْتُّھَا مَعَ خُزَیْمَۃَ بْنِ ثَابِتِ نِ الَّذِیْ جَعَلَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ شَہَادَتَہٗ بِشَہَادَتَیْنِ۔

حضرت عمارہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے سوا بن قیس محاربی سے ایک گھوڑا خریدا، سوا نے بیع کا انکار کیا، حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ آپ نے ضرور یہ گھوڑا سوا سے خریدا ہے حضور ﷺ نے حضرت خزیمہ سے پوچھا کہ تم نے (بے جانے بوجھے) کیسے گواہی دیدی، تم تو ہمارے ساتھ تھے بھی نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے اتنی ساری خبریں دیں میں نے سب کی تصدیق کی (تو اس میں

بھی) میں نے یہ جانا کہ آپ حق فرما رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اب خزیمہ جس کسی کے نفع یا نقصان کی گواہی دیدیں ایک انہیں کی گواہی کافی ہے (دو گواہوں کی ضرورت نہیں)

نوٹ:- اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے قرآن کریم کے عام حکم وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ سے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

حدیث ۴۰:- مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ

خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَآ اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحُجُّوْا فَقَالَ رَجُلٌ اَكُلَّ عَامٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ حَتّٰى قَالَهَا ثَلٰثًا فَقَالَ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَمَا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ۔

(رواہ مسلم ج۱/۴۳۲۔ بخاری:۱/۲۵۹۔ ابوداؤد:۱/۳۲۵۔ ترمذی:۱/۹۰۔۹۱۔ ابن ماجہ:۱/۱۲۰۔ مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناسک ص۲۲۰۔۲۲۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا پس ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا لہذا حج کرو۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ پس حضور خاموش رہے یہاں تک کہ اس نے تین بار پوچھا۔ تو فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج واجب ہو جاتا اور تم لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم مجھے چھوڑے رہو جب تک کہ میں تمہیں چھوڑے رہوں۔ تم سے پہلے کی امتیں اسی کثرتِ سوال اور اپنے انبیا کے خلاف مراد چلنے کے سبب ہلاک ہوئیں۔ پس جب میں تم کو کسی بات کا حکم دوں تو حتی الوسع تم اسے کرو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ مطلب یہ کہ اگر کسی بات کے متعلق میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں تو اسے کرید کرید کر نہ پوچھو کہ پھر واجب یا حرام کا حکم دیدوں تو تم پر تنگی ہو جائے۔

اقوالِ ائمہ

۱۔ امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں

هُوَ صَلَّى اللّٰه تَعَالىٰ عَلَيه وَسَلم خِزَانَةُ السِّرِّ وَمَوْضَعُ نُفُوذِ الْاَمْرِ فَلَا يُنفَذُ اَمْرٌ اِلَّا مِنهُ وَلَا يُنقَلُ خَيرٌ اِلَّا عَنهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيه وَسَلَّمَ

اَلَا بِاَبِي مَنْ كَانَ مَلِكاً وَّسَيِّداً
وَادَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ وَاقِفٌ

اِذَا رَامَ اَمْراً لَا يَكُوْنُ خِلَافُهٗ
وَلَيْسَ لِذٰلِكَ الْاَمْرِ فِي الْكَوْنِ صَارِفٌ

(المواھب اللدنیه: ج ۱/ ۲۷۔۲۸ دار الکتب العلمیه بیروت)

یعنی نبی ﷺ خزانہ راز الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے "صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

خبردار ہو میرے باپ ان پر قربان جو باشاہ و سردار ہیں اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں جلوہ گر تھے۔ وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا اور تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں۔

۲۔ امام احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ جوہر منظم میں فرماتے ہیں

هُوَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيه وَسَلَّمَ خَلِيفَةُ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ الَّذِیْ جَعَلَ خَزَائِنَ كَرَمِهٖ وَمَوَائِدَ نِعَمِهٖ طَوْعَ يَدَيْهِ وَاِرَادَتِهٖ يُعْطِيْ مَنْ يَّشَاءُ

یعنی حضور ﷺ اللہ تعالیٰ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے فرماں بردار، ان کے زیر فرمان کردیے۔ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

۳۔ علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں

قَدِ اشْتَهَرَ اِطْلَاقُهٗ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ شَرَعَ الدِّيْنَ وَالْاَحْكَامَ۔ یعنی سید عالم ﷺ کو شارِع کہنا مشہور ومعروف ہے اس لیے کہ حضور نے دینِ متین واحکام دین کی شریعت نکالی۔

(نسیم الریاض ج ۱/۱۷۰۔ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۴۔ علامہ شہاب خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض میں قصیدہ بردہ شریف کے شعر:۔

نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِيُ فَلَا اَحَدٌ اَبَرَّ فِيْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمْ

(ہمارے نبی ﷺ صاحب امر ونہی ہیں تو ان سے زیادہ ہاں اور نہیں فرمانے میں کوئی سچا نہیں) کی شرح میں فرماتے ہیں

مَعْنٰى نَبِيُّنَا الْاٰمِرُ الخ اَنَّهٗ لَا حَاكِمَ سِوَاهُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ حَاكِمٌ غَيْرُ مَحْكُوْمٍ۔ یعنی نبی ﷺ کے صاحب امر ونہی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں نہ وہ کسی کے محکوم ہیں (ﷺ)

۵۔ حضرت شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری ☆ بدرگاہش بیا وہر چہ می خواہی تمنا کن

(اشعۃ اللمعات: ۱/۳۹۶)

یعنی اگر دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو حضور کی بارگاہ میں آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔

نَفَعَنِی اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ وَالْمُسْلِمِيْنَ فِي الدَّارَيْنِ بِالنَّفْعِ الْاَتَمِّ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ۔

خادم سواد اعظم اہل سنت

سبحان اللہ القادری الامجدی

متوطن قصبہ سیدراجہ ضلع وارانسی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امجدی گلشن کا ایک مہکتا پھول

مولانا سبحان اللہ قادری امجدی بنارسی علیہ الرحمہ

فاضل جلیل حضرت علامہ مولانا سبحان اللہ قادری امجدی علمائے اہل سنت میں ایک زبردست عالم کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے تھے آپ نے ایک طویل عرصے تک تدریسی خدمات انجام دی ہیں۔ مسلکِ اہل سنت وجماعت کے سخت پابند تھے اور بدعقیدوں کے لیے شمشیر براں، اتباع سنت وشریعت آپ کا طرۂ امتیاز تھا اور تصلب فی الدین آپ کا شعار، آپ کے اندر سادگی انتہا کو تھی جسے آپ کی خصوصیت سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

تعلیم وتدریس : قصبہ سیّد راجہ ضلع بنارس کے رہنے والے تھے جس کا ضلع اب چندولی ہو گیا ہے، ابتدائی تعلیم کہاں حاصل کی اس کا کچھ پتہ نہیں، دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے فارغ تھے۔ حضرت صدر الشریعہ علامہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ مصنف بہار شریعت سے بیعت تھے، صدر الشریعہ اور حضور حافظ ملت علیہما الرحمہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے اور دونوں ہی کے شاگرد بھی تھے۔ الجامعہ الاشرفیہ میں طلبہ کے سالانہ امتحان کے سلسلے میں تقریباً ہر سال ہی مدعو ہوا کرتے اور تشریف لاکر طلبہ کا امتحان لیتے مدرسہ رشیدیہ مصباح العلوم جامع مسجد وشنی پور، بلیا (یوپی) میں بہت دنوں تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے، چند سال الجامعۃ الاسلامیہ الاشرفیہ سکٹھی مبارک پور میں بھی درس دیا، مدرسہ انوار العلوم اودا، دتھوا بزرگ، سستی پور (بہار) میں بھی تعلیم دی۔

وفات : دینی خدمات میں مصروف رہ کر مختصری علالت کے بعد فاطمہ ہاسپٹل مئو، میں بتاریخ ۶ رشوال المکرم ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء انتقال فرمایا، مولانا اظہر حسین اشرفی مدرس مدرسہ حبیبیہ محمد پور، اودے پورہ، بلیا، نے نماز جنازہ پڑھائی، آبائی وطن قصبہ سید راجہ میں مدفون ہوئے۔ تین اولاد کو وارث چھوڑا جن میں ایک لڑکا ہے اور دو لڑکیاں۔

آپ کی زندگی کا اہم کارنامہ : حضرت مولانا سبحان اللہ امجدی علیہ الرحمہ کا ایک اہم کارنامہ فتاوی رضویہ قلمی کی تبییض ہے یعنی مسودے کو نقل کر کے صاف کرنا۔ قدیم مسودات کو پڑھنا اور ان کو نقل کرنا آسان کام نہیں ہوتا اس راہ کی مشکلات سے کچھ وہی لوگ آشنا ہوں گے

جنھوں نے اس قسم کا کوئی کام کیا ہوگا، واضح رہے کہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی اجازت سے ماہر علوم وفنون حضرت علامہ حافظ عبدالرؤف بلیاوی ثم مبارک پوری علیہ الرحمہ نائب شیخ الحدیث دار العلوم اشرفیہ مبارک پور جب فتاوی رضویہ کا قلمی نسخہ بریلی شریف سے مبارک پور لائے تو اس کی نقل کا مسئلہ بڑا اہم تھا، اس کے لیے ایسے آدمی کی ضرورت تھی جو عالم وفقیہ بھی ہو اور وقت بھی دے سکے، دارلعلوم اشرفیہ کے اساتذہ کرام بھی بڑے مصروف تھے اس کام کے لیے ان کو وقت نکالنا آسان نہ تھا۔ بالآخر غور کر کے اس اہم کام کے لیے حضرت مولانا مفتی مجیب الاسلام ادروی مدظلہ العالی اور مولانا سبحان اللہ امجدی بنارسی مرحوم کا انتخاب عمل میں آیا اور ہر ایک نے اپنے اپنے حصے کا کام بحسن وخوبی انجام دیا گویا فتاوی رضویہ کی اشاعت میں ان دونوں حضرات کا بھی بڑا حصہ ہے بلکہ یوں کہیے کہ اہل سنت پر ان کا احسان ہے۔ اس طرح کے جاں کاہ کام کے لیے محنت وفرصت کے ساتھ عقیدت کی بھی ضروت پڑتی ہے، یہ دونوں حضرات اس حیثیت سے بھی کھرے اترے کہ ان میں ہر ایک کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ سے غایت درجہ عقیدت تھی۔ استاذ گرامی بحرالعلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی مبارک پوری دامت برکاتہم العالیہ نے فتاوی رضویہ کے متعدد دیباچوں میں ان حضرات کا تذکرہ کیا ہے اور ان کی خدمات کو خوب سراہا ہے، اس سلسلے کے دو اقتباسات ہدیہ ناظرین ہیں حضرت بحرالعلوم رقم طراز ہیں:

"ہم ان تمام بھائیوں کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے اس عظیم کام (فتاوی رضویہ کی اشاعت) میں ہماری دامے درمے قدمے سخنے کسی طرح بھی مدد کی۔ پھر ہمارے خصوصی شکریہ کے مستحق مولانا مفتی مجیب الاسلام صاحب نسیم اعظمی اور مولانا محمد سبحٰن اللہ صاحب قادری امجدی ہیں جنھوں نے مسودہ کی تبییض کی، جو لوگ اصل دیکھیں گے انھیں اندازہ ہوگا کہ دراصل یہ کام سمندر کھنگال کر موتی نکالنے کی طرح مشکل اور دشوار ہے" (فتاوی رضویہ کا دیباچہ ج ۷/ص ۸۔ سنی دارالاشاعت مبارک پور)

فتاوی رضویہ جلد ہشتم (۸) سے دوسرا اقتباس ملاحظہ ہو جس میں حضرت بحرالعلوم صاحب نے مولانا سبحٰن اللہ امجدی مرحوم کی حیات اور جد وجہد کے چند گوشوں کو بھی اجاگر کیا ہے اور جو کچھ لکھا ہے اس میں ان کے قلم کی رعنائی وزیبائی بھی پورے طور پر جلوہ نما ہے، وہ تحریر

فرماتے ہیں :

"کسی بھی ملک کی فتح میں نام تو کرنلوں جرنلوں، سپہ سالاروں اور بادشاہوں کا ہوتا ہے، لیکن اس فتح کی نیو میں خون دراصل ان گمنام سرفروشوں کا ہوتا ہے جنھوں نے سینوں پر زخم اٹھایا ہوتا ہے —— اور گولیوں کی بوچھار میں دم توڑا ہوتا ہے، لیکن تاریخ میں ان کا نام جاننے والا بھی کوئی نہیں ہوتا —— ایسے ہی افراد ہمارے اس قافلے میں بھی تھے، جو ادارے کے کسی قسم کے رکن تو نہیں تھے، لیکن ان کی جدوجہد کسی اہم سے اہم رکن سے بھی کسی طرح کم نہ تھی —— میری مراد ضلع بنارس کے قصبہ سید راجہ کے فاضل مولانا سبحان اللہ امجدی سے ہے —— مرحوم صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص خادموں میں سے تھے۔ اور آپ کی اخیر عمر میں عرصہ دراز تک سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہے، فارسی اور ابتدائی عربی آپ سے ہی پڑھی، فراغت (دارالعلوم) اشرفیہ سے حاصل کی، مدت العمر شہر بلیا کی جامع مسجد کے خطیب اور اسی میں قائم مدرسہ رشیدیہ کے صدر مدرس رہے اور مسجد کی عمارت کو زمین سے آسمان پر پہنچایا، اخیر میں وہاں سے الگ ہو کر دو تین مدرسوں میں رہے، کئی کتابوں کے مصنف ذی استعداد عالم اور فقہ کے جزئیات پر اچھی بصیرت رکھتے تھے۔ مدرسہ کی خدمت کے سلسلے میں ہی وطن سے دور بلیا میں مصروف جدوجہد تھے وہیں علیل ہوئے وہاں سے لاکر مئو کے مشنری ہسپتال میں بھرتی کیے گئے اور مسافرت میں ہی میں انتہائی بے کسی کے عالم میں چپ چاپ اللہ کو پیارے ہو گئے —— نہ تو ملک کے سنی پرچوں میں ہی ان کی وفات کا اعلان ہوا، نہ ان پر آرٹیکل لکھے گئے، نہ جلسوں میں قرار دادیں پاس ہوئیں، نہ اداروں نے ان کے لیے ایصال ثواب اور فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا، بقول شاعر ؎

مارا دیار غیر میں اپنے وطن سے دور ☆ رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی لاج

حالانکہ فتاویٰ رضویہ کی تبییض کی وجہ سے پوری سنی جماعت کے سر پر ان کا احسان ہے۔

مرحوم صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تو خادم خاص تھے ہی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی عاشق زار تھے اور ان کی تحریر پڑھنے اور سمجھنے میں مہارت تامہ کا درجہ رکھتے تھے —— فتاویٰ رضویہ کتاب الحظر والاباحہ کی

ترتیب وتہذیب اور کئی مسودوں کی تبییض ان کے ذمہ تھی، انھوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا —— اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور جملہ اہل سنت کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور کل دار آخرت میں حضور حافظ ملت، سیدی صدر الشریعہ اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے صفِ نعال میں بیٹھنے والوں میں ہم کو اور ان کو جمع فرمائے، آمین

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت کچھ جاچکے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

(دیباچہ فتاویٰ رضویہ ۵/۸ سنی دار الاشاعت مبارک پور)

تصنیف وتالیف: حضرت مولانا سبحان اللہ امجدی علیہ الرحمہ کا دوسرا بڑا کارنامہ آپ کا قلمی سرمایہ ہے، جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ کا درجہ رکھتا ہے، ذیل میں اس کی کچھ تفصیل ملاحظہ کریں۔

﴿۱﴾ اختیارات مصطفیٰ معروف بہ اربعین قادری

یہ اختیار سرکار مصطفیٰ ﷺ پر چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جو اختیار انبیا کو شرک بتانے والوں کے لیے تازیانہ عبرت اور ذریعۂ ہدایت ہے یہ نئی ترتیب وتزیین اور تخریج احادیث کے ساتھ المجمع الاسلامی مبارک پور سے منظر عام پر آئی ہے جو کوزے میں دریا بند کردینے کے مصداق ہے، کتاب کا ورق ورق ثبوت اختیارات مصطفیٰ کی تجلی سے روشن ہے۔

﴿۲﴾ مراسم زیارت

زیارت قبور کے احکام ومسائل اور مراسم زیارت کے دلائل سے بھرپور کتاب، جس کا مطالعہ قلب ونظر کو روشن کرتا جاتا ہے، معاندین اہل سنت نے جن امور کو بلا دلیل شرک یا بدعت قرار دیا تھا ان کے سنت ومستحب ہونے کا ثبوت دیکھنا ہو تو اس کتاب کا مطالعہ کیا جائے، اضافے کے ساتھ دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے۔

﴿۳﴾ زیارت قبور اور عرس کے لیے سفر

جو لوگ اولیا وانبیا کے مزارات بابرکات کی زیارت کے لیے سفر کو ناجائز وبدعت گردانتے ہیں ان کا نہایت محققانہ جواب ہے۔ (غیر مطبوعہ)

﴿۴﴾ تبلیغی جماعت کا تعارف

کتاب کا مضمون نام ہی سے ظاہر ہے۔ یہ کتاب بھی ابھی تک منظر عام پر نہیں آسکی ہے۔

﴿۵﴾ وسیلہ اور اسلام۔ دلائل کی روشنی میں:

ایک سو پچھتر (۱۷۵) صفحات پر مشتمل یہ کتاب وسیلۂ انبیا و اولیا کے دلائل کو آشکارا کرتی نظر آتی ہے اور مخالفین اہل سنت نے اس سلسلے میں جو غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں یہ ان کا مُسکت و دنداں شکن جواب بھی ہے۔ مصنف کی یہ کتاب شاہکار کا درجہ رکھتی ہے جس کے مراجع کی تعداد ۹۴ ہے، مخالفین کے دلائل سے بھی وسیلہ کے حق ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے، یہ کتاب اصلاً ایک بد عقیدہ عبدالمالک بھوجپوری کی ایک گستاخانہ تحریر کا رد ہے، اس کتاب کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت، تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم نوری بریلوی (متوفی ۱۴۰۲) علیہ الرحمہ کے دعائیہ کلمات بھی شامل ہیں ساتھ ہی شمس العلما حضرت علامہ قاضی محمد شمس الدین احمد جعفری رضوی جونپوری مصنف قانون شریعت کی تصدیق بھی ثبت ہے، حضرت شمس العلما نے اس کو مصنف سے سنا اور پسند فرمایا آپ تحریر کرتے ہیں:

> "وسیلہ اور اسلام، بقراءت مولف سنا سوال وجواب معقول، بیان وتبلیغ محققانہ دلائل و براہین منصفانہ پایا، دل سے عزیز مصنف کے علم و عمر اور ان کی سعی کی مقبولیت و مشکوریت کی دعا نکلی ——— رَبِّ زِدْهُ عِلْماً وَّفَضْلاً وَتَقْوىً وَصَلَاحاً۔
> فقیر دعا گو ابو المعالی شمس الدین احمد الجعفری الرضوی الامجدی الجونفوری۔ (ص ۱۴۔ وسیلہ اور اسلام)

اس کتاب پر قائد اہل سنت رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے گرانقدر تاثرات بھی اپنا جلوہ بکھیر رہے ہیں چند تاثراتی سطریں آپ بھی ملاحظہ کرلیں۔ علامہ رقم طراز ہیں:

> "زیر نظر کتاب مزاروں کی جھلکیاں (از عبدالمالک دیوبندی) کے طبع دوم کے اضافے کے جواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کے مصنف حضرت ناصر ملت مولانا سبحان اللہ صاحب

امجدی نے اپنی اس کتاب "وسیلہ اور اسلام" میں ارواح انبیا و اولیا سے مدد طلب کرنے کے سلسلے میں اہل سنت کے موقف کو شرعی دلائل و براہین سے اس درجہ روشن واضح اور مدلل کر دیا ہے کہ ایک انصاف پسند آدمی کے لیے بجز ماننے کے اور کوئی چارۂ کار نہیں۔" (ص ۱۵۔ وسیلہ اور اسلام)

مولانا سید محمد عارف رضوی نانپاروی سابق شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف نے بھی اپنی تقریظ پر تنویر سے نوازا اور کتاب کو محققانہ بتایا ہے۔—— عزیز ملت شہزادہ حافظ ملت حضرت مولانا شاہ عبدالحفیظ صاحب سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی گرانقدر رائے بھی مصنف کی تحسین کرتی نظر آ رہی ہے۔

اب اخیر میں بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان اعظمی دامت برکاتہم العالیہ کے تاثرات بھی ملاحظہ کر لیں:

"حضرت مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی قادری زید مجدہم نے اپنی کتاب "مراسم زیارت" تحریر فرما کر اپنی غیر معمولی قلمی صلاحیت کا ثبوت دیا، ویسے تو آپ نے یہ کتاب ایک بالکل تیسرے درجے کی کتاب کی پھیلائی ہوئی غلاظتوں کے ازالے کے لیے تحریر فرمائی لیکن دلائل کی پختگی اور بیان کی سنجیدگی نے پوری کتاب کو ایک دستاویزی اہمیت بخش دی اور جن مسائل کو مولوی عبدالمالک نے افسانہ طرازی کی عیاری سے دھندلا کرنا چاہا تھا امجدی صاحب انھیں علم واستدلال کے بھرپور اجالے میں لا کھڑا کر دیا ہے، مولانا کی اس وقیع علمی خدمت کی قرار واقعی اہمیت طبقہ اہل سنت میں تو محسوس کی ہی گئی مخالف بھی اس کے دلائل قاہرہ کے بوجھ تلے اس طرح دبے ہیں کہ دم مارنے کی ہمت نہیں ہوئی، اس امر کا بین ثبوت یہ ہے کہ "مراسم زیارت" کی اشاعت کے بعد دوبارہ بھی وہ غلیظ چیتھڑا شائع کیا گیا لیکن مولانا نے جن مباحث کو اپنی کتاب میں طے فرما دیا ان پر نکتہ رکھنے اور زبان ہلانے کی ہمت نہ ہو سکی——

مولانا موصوف نے وسیلہ کے اثبات میں چار آیتیں اور متعدد حدیثیں علمائے اسلام کے متعدد اقوال بلکہ ایسے نصوص پیش فرمائے ہیں جن سے توسل کا جواز ہی

جمہور علماے اسلام کا قول معلوم ہوتا ہے۔ اور مولانا کی بحث کو اس سلسلے میں جو خصوصیت حاصل ہے وہ آپ کا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے تلاش کر کے اکابر علماے دیو بند کے ایسے اقرار پیش کیے ہیں، جن میں انھوں نے توسل کو ٹھیک انھیں تشریحات کے ساتھ قبول کیا ہے جو علماے اہل سنت کا موقف ہے۔ (ص ۴۔ وسیلہ اور اسلام)

یہ پوری تقریظ چار صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جسے تقدیم کا درجہ دینا چاہیے، اصل کتاب کی نوعیت ظاہر کرنے کے ساتھ حضرت بحر العلوم مدظلہ العالی نے بعض ضروری علمی مباحث بھی سپرد قلم فرمائے ہیں جن سے کتاب میں چار چاند لگ گئے ہیں۔

اکابر اہل سنت و علمائے ملت کے تاثرات و تقریظات سے بخوبی ثابت ہے کہ یہ کتاب ''وسیلہ اور اسلام'' اپنے موضوع پر ایک بے نظیر کتاب ہے۔ یہ کتاب زیر طبع ہے۔ مصنف نے اپنی زندگی ہی میں اس کی کتابت کرادی تھی مگر اشاعت سے پہلے ہی وہ اللہ کو پیارے ہو گئے، پھر کتاب اب تک کنج غفلت میں پڑی رہی، جسے حافظ مختار احمد صاحب بانی مدرسہ فیض الرسول بھیری بلیا نے بڑی حفاظت سے رکھ چھوڑا تھا میں نے حافظ صاحب سے رابطہ کیا تو انھوں نے مجھے عنایت کر کے بڑا کرم کیا، وسائل کی فراہمی کے بعد جلد ہی یہ کتاب منظر عام پر آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ حضرت مولانا سبحان اللہ صاحب امجدی مرحوم کے تعلق سے ان کے احوال زندگی کے اکثر گوشے پردۂ خفا میں ہیں ان کے صاحبزادے اور تلامذہ سے گزارش ہے کہ سوانح حیات کے اہم گوشوں کو منظر عام پر لانے میں راقم الحروف کی مدد کریں، بالجملہ مولانا مرحوم ایک سچے مسلمان، باعمل عالم، متصلب سنی اور بے باک مجاہد تھے، حسن اخلاق کے بھی پیکر تھے اور تبسم زیر لب کے عادی، اللہ ان کو غریق رحمت کرے پسماندگان کو ان کی روش پر چلنے کی توفیق دے اور ان کی قلمی خدمات کو اشاعت کی منزل سے گزارنے اور عام کرنے کا جذبہ عطا فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔

محمد عبد المبین نعمانی قادری
خادم المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور اعظم گڑھ، یوپی (276404)
یکم شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/ ۱۶ر اگست ۲۰۰۷ء